رجسٹرڈ نمبر ۱۹۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پبلشر ایڑ ایمر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ ۱۰ مورخہ ۵ - ۱۲ جون سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۱-۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں

۲۔ حضور صبح کے وقت روزانہ ایک رکوع درس دیتے ہیں اور ظہر و عصر کے درمیان حافظ روشن علی صاحب سوا پارہ قرآن مجید باترجمہ سناتے ہیں ۔

۳۔ انٹرنس کے امتحان کا نتیجہ نہایت شاندار نکلا۔ ۱۸ میں سے ۱۴ پاس ہوئے ۔

۴۔ خان عبدالرحمن خان صاحب خلف الرشید حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کا نکاح ہز ہائینس نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی دختر نیک اختر سے ہوا اس بابرکت اور راحت خوش آیند تعلق پر خاکسار قاسم علی بحیثیت ایڈیٹر فاروق اور نیز تمام احمدی نیامی قادیان کی طرف سے بحیثیت افسر یتیم خانہ عالیجناب خان صاحب محمد علیخان اور صاحبزادہ سیاں عبدالمجید خان صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں ۔

تازہ بشارت

خدا کے فضل و کرم سے تبلیغ اسلام کا کام یہاں روز بروز ترقی پر ہے۔ تازہ بشارت یہ ہے۔ کہ اس ہفتہ میں دو معزز لیڈیاں بنام مس لبٹ و مسز سلش حضرت مفتی محمد صادق صاحب مشنری اسلام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئیں۔ ان کے اسلامی نام مبیدن اور فاطمہ رکھے گئے۔ الحمد للہ۔ ہر دو کی درخواستہائے بیعت حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجدی گئی ہیں ۔

ہفتہ واری اجلاس برابر جاری ہیں۔ اتوار گذشتہ کو حضرت فاضل مفتی صاحب نے ضرورت امام پر ایک نہایت پُر مغز تقریر فرمائی۔ جلسہ بڑا پُر رونق تھا۔ ایک انگریز دو بیبتک کے مدعو کرنے پر خاکسار راقم نے لنڈن کے سٹی ٹمپل (مشہور گرجا گھر ہے) کے ایک لیکچر ہال میں جہاں لیگ آف ریلیجنس (اتحاد مذاہب) کے قائم ہونے کے بارے میں کانفرنس ہو رہی تھی۔ ایک مختصر تقریر کی۔ جسمیں اس امر کو پیش کیا۔ کہ ہر ایک مذہب اپنی اپنی خوبیوں کو پیش کرے۔ اور دوسروں کے بانیوں اور بزرگوں پر دل آزار حملے نہ کرے۔ اسی سے باہمی اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اس کا آخری نتیجہ اسلام کی فتح ہے۔

والسلام

خاکسار قاضی عبداللہ عفی اللہ عنہ از لنڈن

۴ اسٹارمسٹریٹ ڈبلیو ۲

۷ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان ۵ جون ۱۹۱۹ء

احمدیہ یتیم خانہ

حضرت مرشدی و مولائی سیدنا فضل عمر امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جہاں سلسلہ کے ہر ایک کام کو ایک نظام کے ماتحت کرنے کی اصلاحی تجویز فرما کر ان پر عملدرآمد شروع کرا دیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی حضور نے جماعت احمدیہ کے لاوارث اور یتیم بچوں اور بیوگان کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی ہے۔ اور حضور کا منشاء مبارک ہے۔ کہ قوم کے تمام یتامیٰ لڑکے اور لڑکیاں اپنی پرورش و نگرانی میں رکھے جائیں۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ اور اس مقصد کے واسطے حضور نے اول ان یتامیٰ و بیوگان کی فہرست سے مفصل حالات تیار کرائی۔ جو کہ مہاجرین کے اور پرونجات سے آئے ہوئے دارالامان قادیان میں اسوقت موجود ہیں۔ جن کی تعداد یتامیٰ قریب ۳۰۰ کے اور بیوگان قریب ۹۰ کے ہیں۔ ان لڑکے اور لڑکیوں میں سے بعض کو احمدیہ سکول اور ہائی سکول میں اور بعض کو دارالشیوخ میں داخل کر دیا۔ اور لڑکیوں کو گرلز سکول میں۔ باقی ماندگان کو حسب استعداد ان کے نجاری۔ لوہاری جلد سازی وغیرہ پیشہ سکھلانے کا ارادہ کیا ہے اور پہلے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ایک یتیم خانہ احمدیہ قائم کیا جاکر اسمیں ان یتامیٰ کو رکھ کر ان کی نگرانی و پرورش کیجائے۔ اور جب تک خدا کے فضل سے اپنا یتیم خانہ علیحدہ تعمیر نہ ہو۔ اُسوقت تک کوئی کرایہ کا مکان لیکر اسمیں یتیم خانہ بنایا جاوے۔ سو اس کام کے لئے مکان تلاش کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ عید تک کوئی مکان تجویز ہو جائے گا۔ اس مختصر کیفیت قیام یتیم خانہ کی بیان کرنے کے بعد اب سوال زیر غور انکے اخراجات کا ہے۔ اسمیں تو کوئی شبہ نہیں کہ یہ کار خیر خدا کے فضل سے فضل عمر کی دعاؤں سے بہت جلد انجام پذیر ہو گا۔ کیونکہ ہمارا یہ یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے کاموں کو پورا کرنے کے لئے غیب سے سامان پیدا کر دے گا۔ لیکن خوش قسمت اور بانصیب ہونگے وہ افراد جو اس کار خیر کے انصرام میں سبقت کر کے سابق بالخیرات ہونے کا مقام اور یتیم پروری کا اجر عظیم حاصل کرینگے۔

یہ امر کسی اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ قرآن مجید میں خدائے قادر و توانا کا یہ عام حکم فاما الیتیم فلا تقھر موجود ہے۔ اور اس سے کبھی کسی کو انکار نہیں۔ حتیٰ کہ غیر اسلام مذاہب میں بھی مسلّم ہے کہ یتیموں کی پرورش بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اس امر کے زیادہ واضح کرنے کی احمدی قوم کے سامنے ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا یاد دلا دینا کافی ہو گا کہ یتیموں کے شریک قسمت ہمارے سردار و آقا سب سے افضل و برتر پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یتیم تھے جن کو خود بطور احسان الم یجدک یتیما فاوی فرماتا ہے۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تو یتیم نہ تھا۔ جس کی پرورش خود ہم نے کی۔ گو آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت مادری اور محبت پدری کی لذت سے ناآشنا تھے۔ تاہم آپ کے سینہ مبارک میں محبت بھرا اور درد آشنا دل تھا۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک زندگی کے مطالعہ کرنے والوں پر بخوبی روشن ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے یتامیٰ و بیوگان کی پرورش و خبر گیری کو اپنا شعار بنایا ہوا تھا۔

یتیم کون ہیں؟

وہ بچے کہ جن کا کوئی پرسان حال اور خبر گیراں نہیں۔ نہ کوئی ان کا کمانے والا۔ نہ ان کو کوئی گلے لگانے والا۔ جنکے ماں باپ مر گئے یا صرف باپ مر گیا اور بیوہ والدہ بیکس موجود ہے۔ وہ ضعیف ہیں۔ صغیر ہیں۔ بالغ نہیں اور کمانے پر قادر نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں میں وہ گھر سب سے اچھا ہے۔ کہ جسمیں کوئی یتیم ہو۔ جسکے ساتھ احسان اور اکرام کیا جاتا ہو۔ اور مسلمانوں میں وہ گھر بدتر ہے۔ جسمیں یتیم کی بُرائی کی جاتی ہو۔ پھر آپ نے اپنی مبارک انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اسطرح ہونگے۔ یعنی میرے درجے سے متصل اس کا درجہ ہو گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے یتیم کو کھانے پینے اور غور و پرداخت میں اپنے ساتھ ملا لیا۔ یعنے اسکے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لئے۔ تو قیامت کے دن اسکے واسطے آگ سے پردہ ہو گا۔ یعنے اگر وہ آگ میں ڈالے جانے کا مستحق ہو گا۔ تو یہ یتیم پروری کا کام اسکو آگ میں ڈالے جانے سے روکے گی۔ اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو اس سے ہر بال کے عوض میں ایک نیکی شمار ہو گی

غرض ؎

ادب سے عرض کرتا ہوں ذرا سنتے رہو سارے
یتیموں کی خبر لے لو خدا کے ہو اگر پیارے
یتیموں پر کرو تم رحم یہ عاجز ہیں بیچارے
سروں پر ان کے چلتے ہیں غم واندوہ کے آرے
خدا کیواسطے انکی تمہیں امداد لازم ہے
خدا کا ہے وہی پیارا یتیموں کا جو خادم ہے
اگر ان پر نہ کپڑا ہو تو کپڑا ان کو پہنا دو
اگر کھانے کو مانگیں کچھ تو فوراً گھر سے تم لا دو
اگر ہوں خاک میں غلطاں انہیں شفقت سے نہلا دو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حجامت گر نہ ہو اُن کی تمہیں واجب ہے کرداد و
تمہیں لازم ہے یہ صاحب انہیں اپنے پسر سمجھو
محبت اور شفقت سے انہیں لخت جگر سمجھو
لیا آغوش میں فضل عمر نے انکو شفقت سے
ہے منظور نظر ہو تربیت انکی محبت سے
کرے آگاہ انکو خوب آداب شریعت سے
رہے نگران حال انکا ہمیشہ مہر و الفت سے
تمہیں ہی ہاتھ کچھ اس کا بٹانا چاہیئے پیارو
یتیموں کے لئے کچھ تو دلانا چاہیئے پیارو

قرآن مجید میں خدا اپنے خاص بندوں کی شان میں ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما و اسیرا۔ یعنی میرے مخلص میرے خاص کر مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اے احمدی قوم کے بزرگو! اسوقت قحط اور دیگر بلائیں آپ کا امتحان لے رہی ہیں۔ ان آفات اور موتا موتی کی بدولت انسانوں کے لاکھوں بلا وارث اور یتیم بچے آوارگی میں اپنی زندگی تباہ کر رہے ہیں باغیر مذاہب کے بچے میں پڑکر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ احمدی قوم کے بھی سینکڑوں بچے افلاس فاقہ وغیرہ کے حملوں سے یتیم ہو گئے ہیں۔ جن سے آپ ابتک غافل ہیں مگر ایک فرد کامل کے دل میں ہی ان کا احساس اور درد پیدا ہوا۔ جسکے ہاتھ پر تم اپنے آپ کو بیع کر چکے ہو۔ (ایدہ اللہ بنصرہ) اسی مرد خدا نے احمدی قوم کے بچوں کو جو گلزار اسلام کے نونہال ہیں۔ تباہ و ہلاک ہونے سے بچانے کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ ان کو اپنے زیر سایہ لیا جائے۔ اس لئے آپ کا بھی فرض ہے کہ ہمت کی کمر باندھکر اپنی اولاد کے صدقہ میں اپنے بھائیوں کے یتیم اور لاوارث بچوں کو اپنے سایہ حمایت میں لیکر خدا اور اسکے رسول اور مسیح موعود علیہ السلام اور امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو خوش کر دو

۵

جوش میں اپنی رگ ہمت کو لانا چاہیئے
احمدی غیرت زمانہ کو دکھانا چاہیئے
بندش غم سے یتیموں کو چھوڑانا چاہیئے
دل کے اک دریا سخاوت کا بہانا چاہیئے

کام بے ہمت تہ خرچ کہیں چلتا نہیں
نخل مقصد غیر آب زر کبھی پھلتا نہیں

اے سابق بالخیرات احمدیو! تھوڑی دیر کے لئے یہ نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ کہ تمہارا ایک دینی بھائی تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود تھا۔ اسکے دو بچے تھے۔ جو ابھی نابالغ اور قابل پرورش ہیں وہ انکو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ جو کچھ وہ بچے مانگتے تھے جسطرح بھی جائز طور پر اس سے ہو سکتا تھا وہ کما کر یا قرض اٹھا کر لاتا۔ اور ان کو دیدیتا۔ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا ان کو کپڑا پہناتا اچھا کھانا کھلاتا۔ جب پیسہ مانگتے۔ پیسہ دے دیتا۔ جب کوئی اور کھانے پہننے کی چیز مانگتے۔ وہ بہم پہنچاتا۔ غرضیکہ حتی الامکان ان کی دلداری اور پرورش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ کہ قضاء الٰہی سے وہ فوت ہو گیا۔ اب اسکے بچے روتے ہیں۔ ابا ابا کہکر چلاتے ہیں۔ اپنے ہمجولی ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلتے جاتے ہیں۔ ان کو اپنے باپ کے زیر سایہ آسودہ پاتے ہیں۔ کھیلتے کھیلتے ایک بچہ گیند بلا چھین لیتا ہے۔ دوسرا بچہ آم خربوزے کھاتا ہوا سامنے آتا ہے۔ وہ منہ تکتے ہیں اور شکستہ دل آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ماں زندہ ہو تو اسکے پاس دوڑ کر آتے۔ اور رو رو کر چلا کر کہتے ہیں کہ اماں ہمیں گیند بلا لے دو۔ دوسرا کہتا ہے کہ مجھے خربوزے آم منگا دو۔ اماں یہ سنکر ٹھنڈی آہ بھرتی ہے۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر کہتی ہے کہ بیٹا تمہارا لانے والا اور کھلانے والا تو چل بسا اب میں کہاں سے تم کو گیند بلا لا دوں۔ کہاں سے خربوزے آم منگا دوں۔ ابھی تو تمہارا اور اپنا پیٹ مشکل سے بھرتی ہوں۔ مگر ناداں ہیں ضد کرتے ہیں اور اماں کا کلیجہ نکلتا ہے۔ مجبور ہوتی ہے کہ آہ میں کیا کروں کس سے کہوں کون انکی خواہشات طفلانہ کو پورا کرے ہر طرح انکو سمجھاتی ہے تسلی دیتی ہے وہ نہیں مانتے۔ تو آخر کسی آسودہ گھر جاکر اس حال زار کا اظہار کر کے کچھ مانگ لاتی ہے۔ اور معمولی سا گیند بلا لیکر اور دو چار پیسے کے خربوزے اور آم منگا کر دیدیتی ہے۔ مگر ان بچوں کی فرمایشات کا خاتمہ صرف گیند بلا اور خربوزے پر ہی نہیں ہو جاتا۔ ہر روز آ قسم کی چیزوں کا وہ مطالبہ کرتے ہیں۔ جس سے بیوہ ستم ز والدہ اپنی جان ہلاک کر دیتی ہے اور انکی خواہشات ہیں کر سکتی۔ عید کا دن آتا ہے۔ سب بچے اپنے ماں کے زیر سایہ رہنے والے اچھے اچھے کپڑے۔ نئی ٹوپی جوتی پہن کر نکلتے ہیں۔ مگر ان کی والدہ کو عید سے چار پیشتر ہی یہ غم رات دن کھائے جاتا ہے کہ عید کے دن بچوں کو کپڑے کہاں سے لاکر پہناؤنگی۔ پیسے خرچنے کے واسطے کہاں سے دونگی۔ جوتی کہاں سے لونگی۔ ٹوپی کہاں سے دونگی۔ اپنا کوئی غم نہیں اپنے لئے کسی کپڑے یا جوتی یا دوپٹہ کا خیال نہیں۔ یہی ایک غم ہے۔ مگر کوئی جگہ نظر نہیں آتی کہ جہاں سے یہ سامان بہم پہنچا دے آخر عید سے پہلے ایک دن رات کو کہتی ہے کہ جو کپڑے آتا دو۔ صبح کو عید ہے۔ میں ان کپڑوں کو رات کو دھو کر رکھ دونگی تو صبح پہن کر عید میں جانا۔ بچے یہ سنتے ہی رونے لگتے ہیں کہتے ہیں کہ اماں دیکھو۔ پچھلے سال تو جب عید آئی تھی۔ ابا نے ہمیں نئی ٹوپیاں نئی جوتیاں نئے کپڑے بنا کر دیئے تھے اور ہر ہر کے پیسے خرچ کرنے کو دیئے تھے اب تم ہمیں کپڑے بھی نہیں بنا کر دیتیں۔ ہم تو یہ پرانے کپڑے دھو کر عید کو نہیں پہنینگے۔ اب دوستو! ذرا دل پر ہاتھ رکھو اور اس نقشہ کا سماں سامنے لاؤ کہ اسمیں والدہ کیلئے وہ عید کا دن شیعوں کے محرم سے بھی زیادہ ماتم اور غم کا دن ہو گیا ہے اور اسکے دل پر کیا کیا خیالات گذرتے ہونگے صبح کو عید ہے بچے نئے کپڑے مانگتے ہیں۔ گھر میں کپڑے ہیں نہ پیسہ۔ تمام رات والدہ کی اسی غم واندوہ میں گذر جاتی ہے صبح کو دل روتا ہے مگر بچوں کو بہلانے اور ان سے اپنا غم چھپانے کے واسطے مصنوعی خوشی اور ہنسی کی باتیں کرتی جاتی۔ اور انکو بہلاتی جاتی ہے۔ پرانے کپڑے دھو کر تہ کر کے صندوق میں رکھ دیئے ہیں۔ کوئی رنگ لے کر اس سے اپنے سر کا دوپٹہ رنگ دیا ہے۔ اور وہ ایک کے سر پر باندھ دیا ہے دوسرے کے لئے ایک غدار میں نے ایک ٹوپی نرکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان ۵ جون ۱۹۱۹ء

احمدیہ یتیم خانہ

حضرت مرشدی و مولائی سیدنا فضل عمر امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جہاں سلسلہ کے ہر ایک کام کو ایک نظام کے ماتحت کرنے کی اصولی تجویز فرما کر ان پر عملدرآمد شروع کرا دیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی حضور نے جماعت احمدیہ کے لاوارث اور یتیم بچوں اور بیوگان کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی ہے۔ اور حضور کا منشاء مبارک ہے۔ کہ قوم کے تمام یتامیٰ لڑکے اور لڑکیاں اپنی پرورش و نگرانی میں رکھے جائیں۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ اور اس مقصد کے واسطے حضور نے اول ان یتامیٰ و بیوگان کی فہرست سو مفصل حالات تیار کرائی۔ جو کہ مہاجرین کے اور بیرونجات سے آئے ہوئے دارالامان قادیان میں اسوقت موجود ہیں۔ جن کی تعداد یتامیٰ قریب ۳۰۰ کے اور بیوگان قریب ۹۰ کے ہیں۔ ان لڑکے اور لڑکیوں میں سے بعض کو احمدیہ سکول اور ہائی سکول میں اور بعض کو درزیخانہ میں داخل کر دیا۔ اور لڑکیوں کو گرل سکول میں۔ باقی ماندگان کو حسب استعداد ان کے سنجاری۔ نواری جلد سازی وغیرہ پیشہ سکھلانے کا ارادہ کیا ہے اور یہ بات ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ایک یتیم خانہ احمدیہ قائم کیا جاکر اسمیں ان یتامیٰ کو رکھ کر ان کی نگرانی و پرورش کی جائے۔ اور جب تک خدا کے فضل سے اپنا یتیم خانہ علیحدہ تعمیر نہ ہو۔ اسوقت تک کوئی کرایہ کا مکان لیکر اسمیں یتیم خانہ بنایا جاوے۔ سو اس کام کے لئے مکان تلاش کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ عید تک کوئی مکان تجویز ہو جائے گا۔ اس مختصر کیفیت قیام یتیم خانہ کی بیان کرنے کے بعد اب سوال زیر غور انکے اخراجات کا ہے۔ اسمیں تو کوئی شبہ نہیں کہ یہ کار خیر خدا کے فضل سے فضل عمر کی دعاؤں سے بہت جلد انجام پذیر ہو گا۔ کیونکہ ہمارا یہ یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے کاموں کو پورا کرنے کے لئے غیب سے سامان پیدا کر دے گا۔ لیکن خوش قسمت اور بانصیب ہونگے وہ افراد جو اس کار خیر کے انصرام میں سبقت کر کے سابق بالخیرات ہونے کا مقام اور یتیم پروری کا اجر عظیم حاصل کرینگے۔

یہ امر کسی اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ قرآن مجید میں خدائے قادر و توانا کا یہ عام حکم فاما الیتیم فلا تقھر موجود ہے۔ اور اس سے بھی کسی کو انکار نہیں۔ حتیٰ کہ غیر اسلام مذاہب میں بھی مسلّم ہے کہ یتیموں کی پرورش بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اس امر کے زیادہ واضح کرنے کی احمدی قوم کے سامنے ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا یاد دلا دینا کافی ہو گا کہ یتیموں کے شریک قسمت ہمارے سردار و آقا سب سے افضل و برتر پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یتیم تھے جن کو خدا بطور احسان الم یجدک یتیما فاوی فرماتا ہے۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تو یتیم نہ تھا۔ جس کی پرورش خود ہم نے کی۔ گو آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت مادری اور محبت پدری کی لذت سے ناآشنا تھے۔ تاہم آپ کے سینہ مبارک میں محبت بھرا اور درد آشنا دل تھا۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزگی کے مطالعہ کرنے والوں پر بخوبی روشن ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے یتامیٰ و بیوگان کی پرورش و خبر گیری کو اپنا شعار بنایا ہوا تھا۔

یتیم کون ہیں؟

وہ بچے کہ جن کا کوئی پرسان حال اور خبر گیراں نہیں۔ نہ کوئی ان کا کمانے والا۔ نہ ان کو کوئی گلے لگانے والا۔ جنکے ماں باپ مر گئے یا صرف باپ مر گیا اور بیوہ والدہ بیکس موجود ہے۔ وہ ضعیف ہیں۔ صغیر ہیں۔ بالغ نہیں اور کمانے پر قادر نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں میں وہ گھر سب سے اچھا ہے۔ کہ جسمیں کوئی یتیم ہو۔ جسکے ساتھ احسان اور اکرام کیا جاتا ہو۔ اور مسلمانوں میں وہ گھر بدتر ہے۔ جسمیں یتیم کی برائی کی جاتی ہو۔ پھر آپ نے اپنی مبارک انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اسطرح ہونگے۔ یعنی میرے درجہ سے متصل اس کا درجہ ہو گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے یتیم کو کھانے پینے اور خورد و پرداخت میں اپنے ساتھ ملا لیا۔ یعنے اسکے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لئے۔ تو قیامت کے دن اسکے واسطے آگ سے پردہ ہو گا۔ یعنے اگر وہ آگ میں ڈالے جانے کا مستحق ہو گا۔ تو یہ یتیم پروری کا کام اسکو آگ میں ڈالے جانے سے روکے گی۔ اور حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو اس سے ہر بال کے عوض جو ہر بال کے عوض میں ایک نیکی شمار ہو گی

غرض ؎

ادب سے عرض کرتا ہوں ذرا سنتے رہو سارے
یتیموں کی خبر لے لو خدا کے ہو اگر پیارے
یتیموں پر کرو تم رحم یہ عاجز ہیں بیچارے
سروں پر ان کے چلتے ہیں غم واندوہ کے آرے
خدا کیواسطے انکی تمہیں امداد لازم ہے
خدا کا ہے وہی پیارا یتیموں کا جو خادم ہے
اگر ان پر نہ کپڑا ہو تو کپڑا ان کو پہنا دو
اگر کھانے کو مانگیں کچھ تو فوراً گھر سے تم لا دو
اگر ہوں خاک میں غلطاں انہیں شفقت سے نہلا دو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت گر نہ ہو اُن کی تمہیں واجب ہے کرو داد
تمہیں لازم ہے یہ صاحب انہیں اپنے پسر سمجھو
محبت اور شفقت سے انہیں لخت جگر سمجھو
لیا آغوش میں فضل عمر نے انکو شفقت سے
ہے منظور نظر ہو تربیت انکی محبت سے
کرے آگاہ انکو خوب آداب شریعت سے
رہے نگران حال انکا ہمیشہ مہر و الفت سے
تمہیں ہی ہاتھ کچھ اس کا بٹانا چاہیئے پیارو
یتیموں کے لئے کچھ تو دلانا چاہیئے پیارو

قرآن مجید میں خدا اپنے خاص بندوں کی شان میں ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما و اسیرا۔ یعنے میرے مخلص بندے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اے احمدی قوم کے بزرگو! اسوقت قحط اور دیگر بلائیں آپ کا امتحان لے رہی ہیں۔ ان آفات اور موتا موتی کی بدولت انسانوں کے لاکھوں لاوارث اور یتیم بچے آوارگی میں اپنی زندگی تباہ کر رہے ہیں یا غیر مذاہب کے پنجے میں پڑکر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ احمدی قوم کے بھی سینکڑوں بچے انفلوئنزا وغیرہ کے حملوں سے یتیم ہو گئے ہیں۔ جن سے آپ ابتک غافل ہیں مگر ایک فرد کامل کے دل میں ہی ان کا احساس اور درد پیدا ہوا۔ جسکے ہاتھ پر تم اپنے آپ کو بیع کر چکے ہو۔ (ایدہ اللہ بنصرہ) اسی مرد خدا نے احمدی قوم کے بچوں کو جو گلزار اسلام کے گوہر نہال ہیں۔ تباہ و ہلاک ہونے سے بچانے کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ ان کو اپنے زیر سایہ لیا جائے۔ اس لئے آپ کا بھی فرض ہے کہ ہمت کی کمر باندھکر اپنی اولاد کے صدقہ میں اپنے بھائیوں کے یتیم اور لاوارث بچوں کو اپنے سایہ حمایت میں لیکر خدا اور اسکے رسول اور مسیح موعود علیہ السلام اور امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو خوش کردو

جوش میں اپنی رگ ہمت کو لانا چاہیئے
احمدی غیرت زمانہ کو دکھانا چاہیئے
بندش غم سے یتیموں کو چھڑانا چاہیئے

دل کے اک دریا سخاوت کا بہانا چاہیئے
کام بے ہمت تہ خرچ کہیں چلتا نہیں
نخل مقصد بغیر آب زر کبھی پھلتا نہیں

اے سابق بالخیرات احمدیو! تھوڑی دیر کے لئے یہ نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ کہ تمہارا ایک دینی بھائی تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود رہتا۔ اسکے دو بچے تھے۔ جو ابھی نابالغ اور قابل پرورش ہیں وہ انکو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ جو کچھ وہ بچے مانگتے تھے جسطرح بھی جائز طور پر اس سے ہو سکتا تھا وہ کما کر یا قرض اٹھا کر لاتا۔ اور ان کو دیدیتا۔ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا ان کو کپڑا پہناتا اچھا کھانا کھلاتا۔ جب پیسہ مانگتے۔ پیسہ دے دیتا۔ جب کوئی اور کھانے پہننے کی چیز مانگتے۔ وہ بہم پہنچاتا۔ غرضیکہ حتی الامکان ان کی دلداری اور پرورش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا۔ کہ قضاء الٰہی سے وہ فوت ہو گیا۔ اب اسکے بچے روتے ہیں۔ ابا ابا کہکر چلاتے ہیں۔ اپنے ہمجولی ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے جاتے ہیں۔ ان کو اپنے باپ کے زیر سایہ آسودہ پاتے ہیں۔ کھیلتے کھیلتے ایک بچہ گیند بلا چھین لیتا ہے۔ دوسرا بچہ آم خربوزے کھاتا ہوا سامنے آتا ہے۔ وہ منہ تکتے ہیں اور تکتے دل آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ماں زندہ ہو تو اسکے پاس دوڑ کر آتے۔ اور رو رو کر چلا کر کہتے ہیں کہ اماں ہمیں گیند بلا لے دو۔ دوسرا کہتا ہے کہ مجھے خربوزے آم منگا دو۔ اماں یہ سنکر ٹھنڈی آہ بھرتی ہے۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر کہتی ہے کہ بیٹا تمہارا لانے والا اور کھلانے والا تو چل بسا اب میں کہاں سے تم کو گیند بلا لا دوں۔ کہاں سے خربوزے آم منگا دوں۔ ابھی تو تمہارا اور اپنا پیٹ مشکل سے بھرتی ہوں۔ مگر ناداں ہیں ضد کرتے ہیں اور اماں کا کلیجہ نکلتا ہے۔ مجبور ہوتی ہے کہ آہ کیا کروں کس سے کہوں کون انکی خواہشات طفلانہ کو پورا کرے ہر طرح انکو سمجھاتی ہے تسلی دیتی ہے وہ نہیں مانتے۔ تو آخر کسی آسودہ گھر جاکر اس حال زار کا اظہار کر کے کچھ مانگ لاتی ہے۔ اور معمولی سا گیند بلا لیکر اور دو چار پیسے کے خربوزے اور آم منگا کر دیتی ہے۔ مگر ان بچوں کی فرمایشات کا خاتمہ صرف گیند بلا اور خربوزے پر ہی نہیں ہو جاتا۔ ہر روز آئے قسم کی چیزوں کا وہ مطالبہ کرتے ہیں۔ جس سے بیوہ ستم رسیدہ والدہ اپنی جان ہلاک کر دیتی ہے اور انکی خواہشات پوری نہیں کر سکتی۔ عید کا دن آتا ہے۔ سب بچے اپنے ماں باپ کے زیر سایہ رہنے والے اچھے اچھے کپڑے۔ نئی ٹوپی نئی جوتی پہن کر نکلتے ہیں۔ مگر ان کی والدہ کو عید سے چار روز پیشتر ہی یہ غم رات دن کھائے جاتا ہے کہ عید کے دن بچوں کو کپڑے کہاں سے لاکر پہناؤنگی۔ پیسے خرچنے کے واسطے کہاں سے دونگی۔ جوتی کہاں سے لونگی۔ ٹوپی کہاں سے دونگی۔ اپنا کوئی غم نہیں اپنے لئے کسی کپڑے یا جوتی یا دوپٹہ کا خیال نہیں۔ یہی ایک غم ہے۔ مگر کوئی چارہ نظر نہیں آتی کہ جہاں سے یہ سامان بہم پہنچا دے آخر عید سے پہلے ایک دن رات کو کہتی ہے کہ جو کپڑے آتا دو۔ صبح کو عید ہے۔ میں ان کپڑوں کو رات کو دھو کر رکھ دونگی تو صبح پہن کر عید میں جانا۔ بچے یہ سنتے ہی رونے لگتے ہیں کہتے ہیں کہ اماں دیکھو۔ پچھلے سال تو جب عید آئی تھی۔ ابا نے ہمیں نئی ٹوپیاں نئی جوتیاں نئے کپڑے بنا کر دیئے تھے اور ۴ ۴ روپے کے پیسے خرچ کرنے کو دئے تھے اب تم ہمیں کپڑے بھی نہیں بنا کر دیتیں۔ ہم تو یہ پرانے کپڑے دھو کر عید کو نہیں پہنینگے۔ اب دوستو! ذرا دل پر ہاتھ رکھو اور اس نقشہ کا سماں سامنے لاؤ کہ اسمیں والدہ کیلئے وہ عید کا دن شیون کے محرم سے بھی زیادہ ماتم اور غم کا دن ہو گا یا نہیں اور اسکے دل پر کیا کیا خیالات گذرتے ہونگے صبح کو عید ہے بچے نئے کپڑے مانگتے ہیں۔ گھر میں کپڑے ہیں نہ پیسہ۔ تمام رات والدہ کی اسی غم واندوہ میں گذر جاتی ہے صبح کو دل روتا ہے مگر بچوں کو بہلانے اور ان سے اپنا غم چھپانے کے واسطے مصنوعی خوشی اور ہنسی کی باتیں کرتی جاتی۔ اور انکو نہلاتی جاتی ہے۔ پرانے کپڑے دھو کر تہ کر کے صندوق میں رکھ دیئے ہیں۔ کوئی رنگ لے کر اس سے اپنے لڑکے کا دوپٹہ رنگ دیا ہے۔ اور وہ ایک کے سر پر باندھ دیا ہے دوسرے کے لئے ایک غلاف میں نے ایک ٹوپی ترکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیجدی، یہ اسکو پہنادی ہے۔ جب کپڑے پہن چکے ہیں تو
ب خرچنے کو واسطے پیسے مانگتے ہیں اور دھوپ میں سایہ کے
ے چھتریاں اور پاؤں میں جوتیاں۔ مگر یہ تینوں چیزیں نہیں
یں اور اس کا اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ ہمسایہ کے گھر
باتی ہے اور ان سے یہ اجرا سناتی ہے۔ ہمسایہ رحم دل ہے
ہ بچوں کو اپنے ساتھ ایک کی انگلی دائیں ہاتھ سے اور دوسرے
ی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر عید گاہ میں ساتھ لیجاتا ہے دو دو
یا چار چار پیسے بھی دیدیتا ہے۔ تو خدا خدا کر کے وہ یتیم بچے
اں کا بھیجا چھوڑتے ہیں۔ ننگے پاؤں۔ عید کی خوشی میں
بھاگے جاتے ہیں۔ پاؤں جلتے ہیں۔ سی سی کر کے چپ ہو
جاتے ہیں۔ یہ حال تو اون یتیم بچوں کا ہے۔ جنکی والدہ
موجود ہے۔ مگر جن کی ماں بھی مرگئی ہے اُن بیچاروں کو
لئے تو دنیا میں کوئی گھر نظر ہی نہیں آتا۔ جہاں جاکر اپنی
خواہشات کا اظہار کریں وہ ہر طرف سے دنیا کو اپنے لئے
تیر آباد پاتے ہیں اور دل ہی دل میں رو دھو کر وقت
کاٹ لیتے ہیں۔

اے صاحب درد اور صاحب اولاد دوستو! خدارا اس نقشہ
کو درمیان کو کے دل سے جواب دو کہ آیا تمہارے مرحوم احمدی
بھائیوں کے ایسے یتیم اور لاوارث بچوں کا تمپر کوئی حق نہیں؟
یہ بھی تو تمہارے سخت جگر ہیں۔ اپنے بچوں کے صدقے انپر
بھی رحم کرو۔ ان کی خبر لو ان کو اپنے بچے سمجھو۔ اور ایک
اسلامی فلاسفر کا یہ قول یاد کرو۔ جو احادیث کا بھی ترجمہ
ہے کہ:۔

چو بینی یتیمے سرافگندہ پیش
مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش

یعنی ایک یتیم بچے کے سامنے اپنے فرزند کو پیار مت کر
تاکہ یتیم کی دل شکنی کا موجب نہ ہو۔ دیکھو اب تمہارے
احمدی یتیموں کے لئے بھی عید کا دن قریب آرہا ہے
اور انکے دل میں بھی وہی بچوں کی سی اُمنگیں ہیں کہ عید
کو کپڑے پہنیں گے۔ جوتیاں لینگے۔ پیسے خرچینگے
نہیں ان سب چیزوں کے ملنے کی بڑی اُمید ہے مگر
کا دے پاس تو سردست اسکے لئے کوئی سامان نہیں
دلاسے ہی دعا ہے کہ وہی ان بچوں کے لئے یہ سب
کچھ مہیا فرمادے۔ اور اسکے آگے یہ سب کچھ آسان ہے
اس نئی تجویز یتیم خانہ کے لئے ہزار ہا روپے کی ضرورت ہے
جو خدا کے فضل سے ضرور فراہم ہو جائیگا مگر اسوقت
مندرجہ ذیل سامان عید سے قبل ان یتامیٰ کے واسطے
مطلوب ہے۔ جنکی بہم رسانی قوم کا فرض ہے۔

کرتے	پاجامہ	کوٹ	ٹوپیاں	جوتے
۳۰ صد	۳۰ صد	۳۰ صد	۳۰ صد	۳۰ صد

چارپائیاں	دریاں	تکیہ	چادریں	رکابیاں نام چینی
۳۰ صد	۳۰ صد	۳۰ صد	۳۰ صد	۳۰ صد

دیگچے کلاں	لوٹے تانبے کے	گلاس نام چینی
۲ صد	۱۰ صد	۱۰ صد

پیالے نام چینی	متفرق اخراجات	کل
۳۰ صد	۱ صد	۱۰۰۰

اس سامان کے لئے قریب ایکہزار روپیہ کی ضرورت ہے
جس کو احمدی قوم کے صرف بیس فرد صاحب ہمت
اگر اپنے دست کرم کو جنبش دے کر پچاس پچاس روپیہ
عطا فرادیں تو ایکہزار روپیہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ سب
سامان ایک مشت نہ کا خریدنا اور مہیا کرنا منظور ہے اسلئے
جو صاحب اس میں سے کوئی سامان چیز عطا فرمائیں وہ ایک
نمونہ کی عطا کریں یا اس کی قیمت بھیجدیں جو یہاں تیار
کرالی جائے۔ جو صاحب یتامیٰ کے واسطے روپیہ ارسال
کریں وہ بنام ناظر صاحب بیت المال ارسال کریں
مگر ساتھ ہی تشریح کر دیں کہ یہ یتامیٰ کے واسطے ہے۔ اور
ایک اطلاعی کارڈ بنام افسر یتیم خانہ احمدیہ قادیان بھیجدیں
اور جو صاحب کوئی دیگر سامان مندرجہ بالا ارسال کریں
وہ بحضور امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ارسال
کریں۔

بہترین موقعہ خیرات

یہ رمضان المبارک کا بابرکت
مہینہ ہے۔ اسمیں خیرات و
صدقات کا بہت بڑا اجر بہ نسبت اور دنوں کے خدا سے
ملتا ہے۔ اور اس ماہ مبارک میں ہر ایک دوست کچھ
نہ کچھ صدقہ و خیرات کرتے ہی رہتے ہیں۔ اس لئے
یہ نہایت زرین اور بابرکت موقعہ ہے۔ دوستوں کو
اسوقت اس سے فائدہ اُٹھا کر خداداد مال سے راہ خدا
میں یتامیٰ کی امداد کر کے ثواب عظیم حاصل کرنا چاہیئے۔
لیکن اس امر کا خوب لحاظ رہے۔ کہ یہ خاص امداد کی درخواست
ہے۔ اس سے سابقہ مقررہ چندوں پر کوئی اثر نہ پڑے
اُن میں کسی قسم کی کمی کر کے اس میں حصہ نہ لیا جاوے۔
یہ سب آپنے رمضان المبارک کی برکات میں سے عطا
فرمانا ہے۔ جس کا تعلق سابقہ چندوں اور مستقل چندوں
سے کچھ نہ ہو گا۔ اور یہ بھی گذارش ہے کہ جہاں تک
جلد ممکن ہو اس رقم مطلوبہ کو پوری کر دیں۔ تاکہ عید الفطر
سے قبل یہ سب چیزیں یتامیٰ کے لئے تیار ہو جاویں۔
اور کپڑے تو ضرور ہی عید سے پیشتر پیشتر سلوانے
ہیں۔ اُمید ہے کہ ایڈیٹر صاحب الفضل بھی اس
تحریک کو اپنے معزز پرچہ میں شائع فرما کر ثواب عظیم
حاصل کرینگے۔ والسلام

یتیموں کی لے جاؤ دعا جانے والے
بنام خدا کچھ دلا جانے والے
تجھے کہتے ہیں سب تو اہل سخا ہے
سخاوت کے جوہر دکھا جانیوالے
یتیموں کی امداد کر بہر مولا
ہیں فرما گئے مصطفےٰ جانیوالے
کرے گا یتیموں کی امداد گر تو
ملیگی بہشتوں میں جا جانیوالے
خدا کے لئے ان کی لازم مدد ہے
یتیموں کو کھانا کھلا جانے والے
گئے ہیں گذر سر سے ماں باپ انکے
یہ عاجز ہیں اور بے نوا جانیوالے
نہ اس کام کو تو سمجھ ایسا ویسا
ہے اس کا اجر بے بہا جانیوالے
دیا ہے یتامیٰ کو جو مال و دولت
نہ احسان اس کا جتا جانیوالے

خاکسار

قاسم علی افسر احمدیہ یتیم خانہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کے سوانحمری

نمبر (۳)

قبل اسکے کہ احباب اس مضمون کو پڑھیں اسباتکو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اس قسم کے قصوں کو تاریخی یا واقعاتی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ ایسے قصے جو عوام میں مشہور ہوتے ہیں۔ ان کے بیان کرنے سے مصلح کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مخاطبین کے کان جن قصوں سے مانوس ہیں۔ وہی ان کو سناکر ان کے نتائج سے دینی باتوں پر استدلال کرکے دین سے محبت اور دین کا شوق لوگوں کے دلوں میں پیدا کرے۔ چنانچہ یہی قصہ ہے۔ اگر اس کو واقعات کی نظر سے دیکھا جاوے تو اسمیں بعض باتیں قابل اعتراض ہونگی۔ مگر مصلح کی غرض یہ نہیں کہ اس کو واقعات کے معیار پر پرکھا جائے۔ بلکہ وہ آخری نتیجہ سے ایک سبق لوگوں کو دینا چاہتا ہے۔ اور وہ ایسا سبق ہے کہ جو اسی قسم کی تمثیل سے دیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ اب آپ یہ تمثیل پڑھیں۔ انشاء اللہ آئندہ آپ کو ایسی ہی دو تمثیلیں اور سناؤنگا

(فقیر شہاب احمدی)

حضرت منشی اروڑے خان صاحب کپورتھلوی مہاجر دارالامان نے بیان فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قصہ یوں بیان فرمایا کہ ایک بادشاہ کے محل کے پاس کچھ دنوں سے ہر روز رات کے وقت رونے کی آواز آتی تھی۔ ایک عرصہ تک بادشاہ سنتا رہا۔ مگر اس رونے کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی تھی کہ کون روتا ہے اور کیوں روتا ہے۔ آخر جب اس رونے پر ایک عرصہ گذر گیا اور بادشاہ کی حیرانی بڑھنے لگی۔ تو ایک دن رات کے وقت جب حسب معمول وہی رونے کی آواز آئی۔ تو بادشاہ دربان کے پاس گیا اور جاکر اسکو سنایا کہ میں ایک مدت سے رات کے وقت رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنتا رہتا ہوں کیا تم نے بھی کچھ سنا ہے۔ سپاہی نے عرض کیا کہ حضور میں بھی ایسا ہی سنتا ہوں۔ لیکن نہیں جانتا کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ میرے دل میں کئی بار یہ بات آئی بھی کہ جاؤں اور جاکر دیکھوں کہ ماجرا کیا ہے لیکن بوجہ اس کے کہ دوسرا پہرے دار اس وقت نہیں ہوتا۔ میں اپنی جگہ چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم جاؤ اور حقیقت حال معلوم کرو میں یہاں تمہاری جگہ بیٹھتا ہوں۔

بادشاہ اس سپاہی کی جگہ بیٹھ گیا۔ اور سپاہی حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے باہر چلا گیا۔ جب وہ سپاہی اُدھر چلا گیا۔ تو بادشاہ بھی وہاں سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ سپاہی ایک مقام پر پہونچا اور دیکھا۔ کہ ایک نہایت ہی جمیل و شکیل عورت بیٹھی ہے۔ اور رو رہی ہے۔ سپاہی نے اس سے دریافت کیا کہ اے عورت تو کیوں روتی ہے۔ عورت نے کہا کہ میں تمہارے بادشاہ کی جان ہولی۔ اس لئے روتی ہوں کہ میں اب اس سے جدا ہونیوالی ہوں۔ سپاہی پریشان ہوا۔ اور اس سے پوچھا کہ کوئی علاج بھی ہے کہ تو ہمارے بادشاہ سے جدا نہ ہو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ ہاں ہے۔ اور وہ یہ کہ تو اپنے بیٹے کو لائے۔ اور میرے سامنے ذبح کرے۔ سپاہی نے دل میں کہا کہ ہمارا بادشاہ نہایت اچھا اور عادل منصف اور رعایا پرور اور مہربان بادشاہ ہے۔ یہ اگر مرگیا تو ساری رعیت ممکن ہے۔ تکالیف میں پڑ جائے۔ اور اسکے مقابلہ میں میرا بیٹا سپاہی زادہ ہی ہے۔ جیسا میں چار پانچ روپیہ ماہوار کا نوکر ہوں۔ ویسا ہی وہ بھی ہوگا اگر میں بادشاہ پر اس کو قربان کردوں اور اس سے بادشاہ کی جان بچ جائے تو یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ کیونکہ بادشاہ کی جان سے میرے لڑکے کی جان زیادہ قیمتی نہیں۔

یہ سوچ کر وہ سپاہی اس عورت کے پاس سے پلٹا اور اپنے گھر گیا۔ اور بیٹے کو ساتھ لیا۔ اور اس عورت کے پاس پہونچا۔ عورت نے کہا۔ اب اپنے بچے کو میرے سامنے لٹا اور اپنے ہاتھ سے اس کی گردن پر چھری پھیر دے۔ سپاہی نے بچہ کو پکڑا۔ اور زمین پر لٹا دیا اور تیار ہوا کہ چھری چلائے اور قریب تھا کہ چھری بچے کی گردن پر پھر جائے۔ کہ اس عورت نے سپاہی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ بس لڑکے کو ذبح کرنے کی ضرورۃ نہیں۔ جا اپنے بچہ کو اپنے گھر لے جا۔ اب تیرا بادشاہ سلامت رہیگا۔ میں اس سے جدا نہونگی۔

سپاہی اس بات سے بہت خوش ہوا۔ اور بچے کو لیکر گھر کی طرف واپس گیا۔ بادشاہ بھی تھوڑے فاصلہ پر ساتھ ہی ساتھ تھا۔ اور یہ تمام نظارے دیکھ رہا تھا جب سپاہی وہاں سے پلٹنے لگا۔ تو بادشاہ بھی سپاہی کے اپنی جگہ پر واپس آنے سے پہلے اس جگہ پہنچ گیا سپاہی اپنے بچہ کو گھر چھوڑ کر اپنی جگہ پر آیا۔ اور بادشاہ کو وہیں بیٹھے پایا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ کیا بات تھی۔ سپاہی نے جواب دیا کہ حضور ایک میاں بیوی ہیں رنجش تھی۔ میں صلح کرا آیا ہوں۔ بادشاہ اپنے محل میں چلا گیا۔ اور صبح ہوئی تو دربار لگایا۔ اور اُمراء وزراء کو جمع کیا اور کہا کہ رات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس شخص نے میری اتنی جان نثاری کی ہے کہ جسکی نظیر نہیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ جان نثاری کا میرے روبرو ذکر تک نہیں کیا۔ میں اس کی اس بات سے بہت خوش ہوا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اپنی نصف سلطنت اس جان نثاری کے بالعوض اسکو دیدوں

حضرت منشی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ قصہ بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ :-

"نیکی ہو۔ اور پھر اخفا ہو۔ تب بارور ہوتی ہے۔ ورنہ نہیں"

خاکسار مہر محمد خان شہاب احمدی مالیرکوٹلوی
دارالامان قادیان - ۳۱ مئی ۱۹۱۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب حافظ ظہور احمد صاحب مختار ردولوی

جواب دیں

جناب حافظ صاحب! آپ کو معلوم ہوگا کہ میں ہر طرح آپ کا خیر خواہ ہوں۔ آپ کے اور تمام احباب کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ تمام دوستوں کو توفیق عطا کرے۔ اور انکی چشم بصیرت کھولدے کہ وہ اپنے زمانے کے امام مامور الٰہی حضرت مسیح موعود مہدی معہود صلے اللہ تعالےٰ علی سیدنا محمد وعلیہ وسلم کو شناخت کریں۔ میں اسوقت نہایت اختصار کے ساتھ آپ سے ایک امر دریافت کرتا ہوں آپ غور فرمائینگے تو انشاء اللہ آپ کو روحانی فائدہ ہوگا۔

امر دریافت طلب رسالہ شمس العلوم بدایوں محررہ ۱۳۳۶ھ کے پرچہ میں جو ایک مضمون بعنوان "لا فقص شعار الصالحین" آپکے نام سے شائع ہوا ہے۔ جسمیں ایک فقرہ بھی درج ہے۔

"اور نبوت در رسالت کے خود مختار درباروں میں"

اس مضمون کو آپ شمس العلوم اٹھا کر غور سے پڑھیں پھر جواب تحریر فرما کر میرے پاس روانہ فرمادیں۔ ذیل کے سوال ہیں۔ جو میں اسوقت آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) فقرہ مذکورہ کی تشریح فرمائیں اور بتائیں کہ نبوت و رسالت کے خود مختار درباروں میں جو خود مختاری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس خود مختاری سے کیا مراد ہے۔

(۲) یہ فقرہ کہاں تک قرآن پاک۔ حدیث شریف کتب عقاید کے موافق ہے۔

(۳) کیا یہ مضمون "لا فقص شعار الصالحین" آپ کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ سچ سچ فرمادیں۔ کسی انسان کا لکھا آپ کو بی کے اظہار سے مانع ہونا چاہیئے۔ میں آپ کو دوستانہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ خشیت الٰہی کو مدنظر رکھیں۔ اور لایخافون فی اللہ لومۃ لائم کے مصداق ہونے کی کوشش کریں۔ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو خوب یاد کریں ؎

اہل باطن بمردماں رو نکنند
در دیدۂ دل کجاست مردم داری

اور سعی فرمائیں کہ سچا تقوی رکھنے والے اور اسلام سے عملی محبت رکھنے والے حضرات کے راستے پر اور خدا کے پاک بندوں کے طریق پر چلنا میسر ہو۔ دنیا کے دوست کیا اور دنیا کیا ؎

دنیا چو سراب می نماید ✻ خاکیست کہ آب می نماید

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

خادمکم:۔ ابو محمد محفوظ الحق علمی

محلہ دارالعلوم قادیان ۲۹ ۵/۱۲

احباب بدایوں غور سے پڑھیں

اخبار الفقیہ امرتسر مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۹ء میں خاکسار نے ایک مضمون بعنوان "جشن معراج" پڑھا جسمیں جلسہ گنور کی کیفیت شائع کی گئی ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب گنور میں ایک مدرسہ ضیاء الاسلام کے نام سے قائم کرادیا۔ ہم اسپر جناب محمد یعقوب ضیا اور مولانا عبدالماجد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور مولانا عبدالقدیر صاحب سجادہ متولی قدیریہ کی صدارت سے امید کرتے ہیں۔ کہ یہ مدرسہ دینی و خارجی حاصل کرکے کوئی مفید کام کریگا۔ انجمن ترقی تجارت بدایوں کی طرح صرف خواب بے تعبیر نہ ہوگا۔

اس آذین و تحسین کے بعد ہم ایک اصلاح کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اگر احباب بدایوں نے ٹھنڈے دل سے غور فرمایا تو امید ہے۔ کہ انہیں آئندہ خطرناک ٹھوکروں سے محفوظ رہنا میسر ہوگا۔ جس طرح کسی اصلی اور واقعی رہبر رکھنے والے کو اس کے مرتبہ سے کم بتانا اور اس کے واجب التسلیم منصب کی تخریب کرنا عقلمندی کے خلاف اور ظلم عظیم ہے۔ اسی طرح کسی کو اس کے مرتبہ سے بڑھانا بھی دانائی کے منافی ہے۔ خدا کو چاپلوسی اور اطرا پسند نہیں۔ حد سے نکل جانیوالے مرید اگر نظم میں یہ صدائیں لگاتے ہیں کہ ؎

"حد سے بالاتر قدیر مہ جبین ہونے کو ہے"

تو شرمیں یہ زیادتی اور جرأت قابل ملاحظہ ہے کہ مولانا عبدالقدیر صاحب خود جس منصب کے دعویدار نہیں۔ مدح نویس حضرات اسی منصب پر انہیں کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ خلاف واقعہ تعریف کرکے خود بھی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ممدوح کو بھی شرمندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ "جشن معراج" والے مضمون میں مولانا عبدالقدیر صاحب کے متعلق جو ایسے القاب لکھے گئے ہیں جو انکی شان سے بہت بلند تر ہیں اور کسی طرح اطرا سے خالی نہیں۔

(۱) پہلا لقب جو مولانا عبدالقدیر صاحب کو دیا گیا ہے "حضرت سید الاتقیاء" ہے۔ ہمیں نہایت افسوس آتا ہے کہ کیوں تو احباب بدایوں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے اور دعوے کرتے ہیں۔ لیکن عملی حالت یہ ہے۔ کہ جو لقب حقیقۃً حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شایان شان ہے۔ وہ اپنے ایک سجادہ نشین کو دے رہے ہیں۔ کون مسلمان ہے جو اس امر سے انکار کرسکے کہ "سید الاتقیاء" ذات محمدی ہی ہے۔

(۲) دوسرا لقب جو مولانا عبدالقدیر صاحب کو دیا گیا ہے وہ "امام المسلمین" احباب بدایوں فرمائیں کہ مولانا موصوف کب اور کس طرح اس عظیم الشان منصب پر فائز ہوئے اور مسلمین دنیا تو درکنار صرف مسلمین ہند یا صرف مسلمین بندر و سیل کھنڈ یا کم از کم صرف مسلمین بدایوں نے ہی کب انکو اپنا امام تسلیم کیا ہے کیا یہ ایسا ہے ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے مرید۔ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند کے مطابق مولوی مذکور کو بانس پر چڑھاتے ہیں۔ اور بعد دمانۃ حاضرہ امام اہلسنت۔ امام المسلمین وغیرہ وغیرہ القاب دیتے ہیں جس سے احباب بدایوں بھی متنفر ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوائے عزیزان بدایوں! کیوں وہ اعمال کرتے ہو جسکو تم خود حقیر نظر سے دیکھتے ہو۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدارا ایسے حرکات سے باز آؤ۔ جناب ضیاء کی روشنی طبع نے یہ تمارے کھلائے ہونگے۔ ہم زیادہ کیا کہیں وہ اگر صرف مولانا عبد الماجد صاحب سے ایسے الفاظ کے متعلق رائے لیتے۔ تو ان کو مولوی صاحب مذکور ضرور اسکے خلاف رائے دیتے۔ اور نہیں تو اب مفتی محمد ابراہیم صاحب سے ہی اس کے متعلق فتوے لیکر الفضیہ میں شائع کرادیں۔ حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ زیادہ وما۔

راقم:۔ تلمیذ خاص مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی
۲ جون ۱۹۱۹ء

نظم

از حکیم منظور احمد صاحب بن مولوی دلپذیر صاحب بھیروی

یہ نشاط و عیش ہے سب آنے جانے کے لئے
بے وفا دنیا نہیں ہے دل لگانے کے لئے
جائینگے اک روز قسمت آزمانے کے لئے
اس صنم کو داغ دل اپنا دکھانے کے لئے
کوششیں دنیا نے کیں جسکے مٹانے کے لئے
مہدی و عیسےٰ وہی نکلا زمانے کے لئے
خواب غفلت میں پڑا رہنا تھا تم نے کب تلک
کوئی تو آنا بھی تھا آخر جگانے کے لئے
آسماں بارو نشاں الوقت میگوید نہ ہیں
الغضب عیسےٰ نہ ہو تیار آنے کے لئے
کیوں نہیں آتا بھلا آخر کوئی تو بات ہے
کوئی جاؤ تو سہی اوسکو بلانے کے لئے
مر گیا عیسےٰ بن مریم آنے والا آ گیا
انقلاب دہر ہے مژدہ سنانے کے لئے
قحط ہے طاعون ہے پھر جنگ ہے ۔ جنگی بخار
آئی ہیں کیا کیا بلائیں تم کو کھانے کے لئے
تم عجب بے خوف ہو پھر بھی نہیں خوف خدا
دکھ پہ دکھ اس نے دیئے تم کو ڈرانے کے لئے
ہو چکی تنبیہ اب دیکھو سنبھل جاؤ ذرا
آسماں تیار ہے بجلی گرانے کے لئے
ہو رہا ہے تم پہ کیوں قہر الٰہی کا نزول
کچھ کبھی سوچا بھی ہے اپنے بچانے کے لئے
آؤ بتلاتے ہیں ہم اک سہل اور عمدہ علاج
ان بلاؤں سے نہیں پیچھا چھوڑانے کے لئے
جس کو تم جھٹلا رہے ہو وہ کوئی کاذب نہیں
وہ وہی ہے منتظر ہو جس کے آنے کے لئے
مان لو مہدی کو اب تو ہے یہی راہ نجات
اب یہی رستہ ہے اوس دلبر کے پانے کے لئے
مان لینے میں بھلا بتلاؤ کیا نقصان ہے
کوئی اوٹھو تو یہ نسخہ آزمانے کے لئے
یہ خدا کا نور ہے اس کو بجھا سکتے نہیں
کرتے ہو بے سود کیوں کوشش بجھانے کے لئے
خالق اکبر کو دیکھو مت کرو ناراض تم
دوستو کوشش کرو اوسکو منانے کے لئے
گرچہ ہے طوفان قہر حق نہایت جوش پر
آگیا ہے نوح کشتی پر چڑھانے کے لئے
آگیا احمد بر اہلاک مذاہب باطلہ
دین پاک اسلام کا سکہ بٹھانے کے لئے
آگیا ہے وہ نبی وقت ہو کر آگیا
ہر نبی کا نام زندہ کر دکھانے کے لئے
آگیا عیسےٰ کہ صدیوں سے تھا جس کا انتظار
مردہ روحوں کو ولایت میں جلانے کے لئے
آگیا مہدی کہ ہے وہ ہادی راہ ہدیٰ
گم رہوں کو گم شدہ رستہ بتانے کے لئے
آگیا وہ فارسی النسل اپنے وقت پر
دین و ایماں کو ثریا سے منگانے کے لئے
آگیا وہ چڑھ کے اونچے مشرقی میناء پر
ہر مخالف کو مقابل پر بلانے کے لئے
وہ خزانے جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
آگیا وہ ان خزانوں کو لٹانے کے لئے
یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ اک کاذب کو ہیں صادق بنانے کے لئے
کیا عظیم الشان بھیجا ہے خدا نے نا خدا
ڈوبتی اسلام کی کشتی بچانے کے لئے
ہو چکے شمس و قمر تاریک بھی رمضان میں
میرے مہدی کی صداقت کو دکھانے کے لئے
مٹ گئے حیلے تمہارے ہو چکی حجت تمام
رہ گئی اب کوئی گنجائش بہانے کے لئے
پوچھتے ہو ہم نے کی مہدی سے بیعت کس لئے
دین دنیا پر مقدم کر دکھانے کے لئے
صدقے اس انداز کے قربان تیرے ناز کے
چن لیا تیر نگہ نے دل نشانے کے لئے
غیر سے چھپ چھپ کے ملنا ان کو جب جتلا دیا
مل گیا ان کو بہانہ روٹھ جانے کے لئے
چھوڑ کر اپنوں کو دیکھو ہو گئے غیروں کے وہ
ہم تو بیگانوں کو تھے اپنا بنانے کے لئے
کیا کہوں ترک وطن کس کو بھلا منظور ہے
پر لئے پھرتی ہے قسمت آب و دانہ کے لئے
کیوں ہے اتنی بے قراری اور دل درد آشنا
فرقت جاناں مسلط ہے ستانے کے لئے
خاک نعلین پیمبر ہی کہیں ملتی مجھے
ہائے ان مشتاق آنکھوں میں لگانے کے لئے
کوئی کیا جانے بھلا وہ تو بڑی سرکار ہے
ہو چکی میری جبیں جس آستانے کے لئے
یا الٰہی کون ہے تیرے سوا منظور کا
تو ہی کافی ہے میری بگڑی بنانے کے لئے

اطلاع

جن احباب کا سالانہ چندہ اس اخبار کا ختم ہو چکا اور جن کا شمارہ ۲۱/۲۲ جلد ۴ پر ختم ہوگا۔ ان سب کے نام جولائی کا پرچہ جاری کیا جائیگا براہ مہربانی واپس منگوا لیں۔ صرف دو روپے منی آرڈر کے علاوہ ازیں کوئی اطلاع نہ دیجائیگی۔

(منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفاظتِ قرآن

آج مورخہ ۶ جون ۱۹۱۹ء سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حفاظت قرآن کے متعلق اپنے درس قرآن میں تقریر فرمائی۔ جسکو میں قاضی اکمل صاحب کی تحریک سے اپنے لفظوں میں اپنے حافظہ کی بناء پر لکھ کر میرے احباب کی معلومات میں اضافہ ہو لکھتا ہوں۔ اسمیں وہ سب کچھ تو نہیں آیا جو کچھ حضور نے فرمایا تھا۔ ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر چہ مختصر ہے۔ مگر آہ بہت سا حصہ گیا ہے۔ اسمیں جو جو خطائیں ہوں ان کا ذمہ وار یہ خطا کار ہے۔ اور خوبیاں یقیناً محمود اولوالعزم کی گرانی ذات کی طرف سے ہیں۔

(فقیر شہاب احمدی)

سورہ الحجر کی آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ فرمایا یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ اس سے پہلے کسی کتاب میں یہ دعوے نہیں پایا جاتا۔ یہ دعویٰ اسوقت کیا گیا۔ جسوقت عرب میں کتابت کا بہت ہی تھوڑا رواج تھا۔ عرب لوگوں کا حافظہ پر زیادہ مدار ہوتا تھا۔ اور کتابت کی نسبت حافظہ پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر علوم کو تختوں میں بند کر دیا جائے۔ تو لوگ یاد نہیں رکھیں گے۔ اور انکے شعراء اسبات کو معیوب جانتے تھے۔ کہ انکے اشعار لکھے جائیں۔ بلکہ ان کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ ان کا کلام حفظ یاد کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ میں بہت تھوڑے لوگ تھے۔ جن کو لکھنا آتا تھا۔ لیکن جب قرآن کریم آیا۔ اور اس نے علم کی تحصیل کی طرف توجہ دلائی۔ تو بہت صحابہ نے لکھنا سیکھا۔

اگر چہ یہ ایک غلط اصول تھا۔ کیونکہ اگر محض حافظہ پر بھروسہ کیا جائے۔ تو علوم ترقی نہیں کر سکتے اور جس قدر معلوم ہو چکے ہوں۔ ان میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے اور پھر اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طاقت بھی بہت نہ تھی۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو مخالف کبھی اسکو اور کامیاب نہ ہونے دیتے ایسے حالات اور کمی سامان کے وقت یہ دعویٰ کیا گیا کہ اس قرآن کو خدا نے اتارا ہے۔ اور وہی اس کی حفاظت کے سامان پیدا کرے گا۔ اور کوئی اسمیں تغیر و تبدل نہ کر سکیگا۔ اسکے مقابلہ میں بائبل وغیرہ دیگر آسمانی کتب میں یہ دعوے ہرگز نہیں کیا گیا کہ ان کو خدا نے نازل کیا ہے۔ اور خدا ہی ان کی حفاظت کریگا۔ بائبل ایک ایسی قوم میں نازل ہوئی۔ جو بہت علم میں ترقی یافتہ تھی۔ مگر ان میں کتابت کا بہت رواج تھا۔ لیکن نہ تو اسکے متعلق یہ دعوے ہے۔ اور نہ ان تمام حفاظت کے سامانوں کے ہوتے ہوئے اسکی حفاظت ہوئی۔

یہ مضمون بہت بڑا مضمون ہے نہ تو اسکے متعلق لکچر ہے۔ اور نہ وقت یہ تو درس کا وقت ہے۔ اسوقت وصوب بھی زیادہ آگئی ہے۔ اسلئے میں مختصراً اسکے متعلق چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ اول تو قرآن کریم ایک ایسی عبارت اور ایسے اسلوب بیان میں نازل ہوا ہے کہ لفظ یاد کیا جا سکتا ہے۔ لوگ نظم کو یاد کر لیا کرتے ہیں کیونکہ اسکے فقرات موزون عبارت میں ہوتے ہیں اور سے اور موزوں ہوتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص بہت سا حصہ اشعار کا حفظ کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم محض نظم نہیں ہے اور نہ اسکو نثر کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم نظم میں تو ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ نظم اور نثر میں یہ فرق ہے۔ کہ نظم میں مافی الضمیر کو پورے طور پر اسکی جزئیات مطالب کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگ نظم کسی خاص مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ اور اس کی ابتداء میں بطور تمہید نثر میں ایک نوٹ لگا دیتے ہیں جسمیں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس نظم سے یہ غرض ہے اور یہ مدعا ہے۔

غرض قرآن کریم کا ایسا سٹائل ہے کہ وہ ہر ایک شخص کو یاد رہ سکتا ہے۔ یورپ کے ایک بہت بڑے معترض کے اعتراضات اسلام پر پڑھے۔ ایک جگہ جھنجھلا کر غصہ سے وہ لکھتا ہے۔ کہ قرآن کا سٹائل بھی کوئی سٹائل ہے۔ کہ نہ یہ نظم ہے نہ نثر۔ اور اس لئے کوئی شخص اس سٹائل میں کچھ بھی نہیں لکھ سکتا۔ ہمیں تو معترض کی باتوں میں سے بھی اسلام کی تائید میں کوئی نہ کوئی بات مل ہی جاتی ہے۔ اب اس کے لفظوں پر غور کرو کہ اس سٹائل کو کوئی دوسرا اختیار ہی نہیں کر سکتا۔ قرآن بھی تو یہی کہتا ہے کہ اس سٹائل کو جو اس کا ہے کوئی امتیاز نہیں کر سکتا۔ اس سے تو بجائے قرآن کریم کے نقص کے خوبی اور فضیلت ثابت ہوئی۔ اور پھر اس میں ایسے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ اور ان کو ایسے جملوں میں ترتیب دیا گیا ہے کہ انمیں بیسیوں معنے ہیں۔ لیکن حجم اتنا چھوٹا اور مختصر ہے کہ انجیل (نیا عہد نامہ) سے بھی چھوٹا ہے۔ اور اسلئے اسکے یاد کرنے میں کوئی دقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور گو اسکے فقرات نہایت مختصر ہیں۔ مگر ان میں اسقدر مسائل بھرے گئے ہیں۔ کہ اگر ان کو تفصیل و تشریح کامل سے بیان کیا جاتا تو سینکڑوں مجلدات تیار ہو جاتیں۔ مگر اسکے نزول کی جو غرض ہے۔ وہ پوری ہو رہی ہے۔ وہ پوری ذمہ داری لینے لوگ ان تمام مسائل کو محفوظ نہ رکھ سکتے۔ اور ہر ایک شخص ان مجلدات کو پڑھ سکتا۔ بائبل میں جو کچھ ہے۔ وہ اتنا ہے جو اس کتاب میں درج ہے۔ لیکن قرآن کریم میں اتنے مضامین ہیں۔ جو اس کے الفاظ میں موجود ہیں اور وقتاً فوقتاً نکلتے رہتے ہیں۔ پھر ایک اور بات ہے۔ جو نہایت ہی عجیب ہے۔ اور وہ یہ کہ اسکے الفاظ کو جہاں رکھدیا ہے۔ ان کی نشست ایسی فطرتی اور مضبوط اور اعلیٰ درجہ کی حکیمانہ شان پر مبنی ہے کہ اگر ایک لفظ کو اسکی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیا جائے۔ تو ہر ایک شخص جو قرآن کریم کو جانتا ہے۔ اور عربی زبان کا ماہر ہے۔ پکار اٹھیگا کہ اسمیں کوئی لفظ نکال دیا گیا ہے۔ جسکی وجہ سے اسمیں بہت بڑی کمی واقع ہو گئی ہے۔

یورپ کے لوگوں نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن میں بھی تحریف و تبدیل ہوئی۔ بڑی جد و جہد کی ہے سب سے بڑی کوشش اس زمانہ میں ڈاکٹر منگانے کی ہے جو آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر ہے۔ اس نے اپنی طرف سے قرآن کے اوراق شائع کئے ہیں۔ اور وہ لکھتا ہے کہ یہ اصل قرآن ہے۔ اور وہ تین قسم کے اوراق ہیں۔ انمیں سے ایک ورق میں جو ایک عورت شام سے لائی ہے۔ اس عورت نے ان پر ایک دیباچہ لکھا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسمیں مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ مسلمان بھی قرآن چھوڑ دیں۔ جیساکہ یورپ کے لوگوں نے بائبل کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر وہ قرآن کو چھوڑ دینگے۔ تو وہ بھی اسی طرح علوم میں ترقی کرینگے۔ جس طرح ہم نے بائبل کو چھوڑ کر۔ اور اب مسلمانوں کو قرآن کا چھوڑنا آسان ہو گیا ہے۔ جبکہ ہم نے ثابت کر دیا کہ اسمیں تحریف و تبدیل ہو چکی ہے۔ اسپر مجھ کو ایک تمثیل یاد آئی۔ جو مینے اسکے متعلق نوٹ لکھتے ہوئے لکھی تھی جو یہ ہے۔ کہ ایک لومڑ کسی آفت میں پڑ گیا۔ اور اس کی دم کٹ گئی۔ اب وہ اپنے بھائیوں میں واپس جانے لگا۔ اس نے کہا۔ اگر میں اسطرح دوسرے لومڑوں میں گیا۔ تو مجھ پر ہنسی اڑیگی۔ اس نے اس شرمندگی سے بچنے کے لئے یہ ترکیب سوچی کہ ایک جنگل میں جاکر بیٹھ گیا۔ اور آوازیں دیں اور قوم کو جمع کیا۔ اور ایک زبردست تقریر کی۔ جسمیں ثابت کیا کہ ہماری قوم جو شکاریوں کے جنگل میں پڑ جاتی۔ اور مصائب اٹھاتی۔ اور جان گنواتی ہے۔ اس کا سب سے بڑا اور آخری سبب ہماری دُمیں ہیں۔ اگر دُمیں نہوں تو ہم شکاریوں کے بس میں نہ آئیں۔ کُتے آتے ہیں۔ اور ہماری دُمیں پکڑ لیتے ہیں اور ہم بے بس ہو کر اپنی جان عزیز ضائع کر دیتے ہیں۔ اس مصیبت عظیم سے بچنے کا محض ایک ہی طریق ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ ہم سب اپنی اپنی دُمیں کٹوا دیں۔ اس زبردست تقریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام نوجوان لومڑوں میں ایک جوش پھیل گیا اور اس تجویز کی بڑی بلند آہنگی سے تائید کی گئی۔ جب ذرا وہ جوش مدہم ہوا۔ تو ایک بوڑھے لومڑ نے کہا کہ بھائیو! اس کی تائید تو بعد میں کرنا پہلے ان ناصح صاحب کو دیکھ لو کہ ان کی دم بھی سلامت ہے کہ نہیں۔ اگر ہے۔ تب تو بے شک ان کی تجویز پر عمل کرو۔ اور اگر کہیں کٹوا آئے ہیں تو پھر یہ اپنا عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ بعینہٖ یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ اپنی مذہبی کتاب کا عیب چھپانے کے لئے دوسروں کو بھی ایسے ہی سبق دیتے ہیں ؎

ہاں تو ڈاکٹر منگانے ان مختلف نسخوں سے ثابت کیا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن کریم میں تحریف ہو چکی ہے اور وہ اپنے اوراق کو اصلی قرآن بتلاتا ہے۔ اس کو مینے پڑھا ہے۔ ساٹھ تنقیدی اس قسم کے اعتراض جو محض غلط معنے سمجھکر کئے گئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض (سورۃ التوبہ رکوع ۶) اس آیت میں جو لفظ مالکم آیا ہے۔ اسکے وہ معنے کرتا ہے۔ "تمہارے پاس کیا" یہ معنے کرکے وہ لکھتا ہے کہ دیکھو کسی نے یہ الفاظ اصل قرآن میں بڑھا دئے ہیں۔ اسلئے ان کی وجہ سے فقرہ مہمل ہو گیا ہے۔ مگر اصل میں جو وہ پیش کرتا ہے) اس میں یہ نہیں ہیں۔ غرض اسکے اعتراض کی بنیاد ایسے ہی توہمات پر ہے اور پھر اُسنے جتنے قواعد تحریف ثابت ہونے کے بنائے ہیں۔ اکثر کی عملاً خود ہی تردید کر دی ہے۔

غرض قرآن کریم کا لفظ لفظ ایک ترتیب محکم کے ماتحت رکھا ہوا ہے۔ کہ ایک کے جگہ سے ہٹانے سے ساری عمارت گرنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ اسکے لئے مجھے یہ مثال خیال میں آیا کرتی ہے کہ جب ہم بچے ہوتے تھے۔ تو اینٹوں کو ایک لمبی قطار میں کھڑی کر دیا کرتے تھے۔ اور آخری اینٹ کو گرا دیتے تھے وہ سارے کا سارا سلسلہ اسی طرح ایک اینٹ کے گرنے سے گر جاتا ہے۔ اور اس نظام کی وجہ سے یہ خوبی اس میں ہے کہ اگر ایک لفظ ایک جگہ سے بدل جائے تو مذاق سلیم پر گراں گذرتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے کچھ کھو یا گیا ہے۔ یہ بات شعروں میں بھی ہوتی ہے۔ کوئی عمدہ شعر ہو۔ پہلے مصرعہ کے پڑھنے سے دوسرا مصرعہ قریباً سارے کا سارا آدمی پڑھ دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی اعلےٰ درجہ کی بات ہے۔ جو قرآن کریم کی اعلےٰ درجہ کی فصاحت۔ لطافت و بلاغت پر دلالت کرتی ہے۔ مگر رسول کریم کے وقت میں آپکے ایک کاتب وحی نے اپنی بدقسمتی سے اسپر دھوکہ کھایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس سے اپنی وحی لکھوا رہے تھے۔ جب آپ لکھواتے لکھواتے خلقاً آخر پر پہونچے۔ تو اس کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین جب اس کی زبان سے یہ نکلا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لکھ لو۔ اُسنے خیال کیا کہ (نعوذ باللہ) جو جو اچھا فقرہ کہیں سے ملتا ہے۔ اسی کو قرآن میں درج کرا دیا جاتا ہے۔ میری زبان سے یہ عمدہ فقرہ نکلا تو کہدیا کہ اسکو بھی قرآن میں درج کر دو۔ حالانکہ اس نادان نے نہ جانا کہ پچھلی عبارت جس شان اور زور کی چلی آرہی تھی۔ فطرت صحیحہ پکارتی تھی کہ یہاں ایسا ہی فقرہ ہونا چاہیئے۔ تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ قرآن شریف پڑھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اگلا حصہ یوں ہو گا۔ اور دراصل وہ اگلا حصہ۔ القار کی طرح ذہن میں آجاتا ہے۔ ان کے علاوہ قرآن کریم کی رسول کریم کے وقت میں ہی بہت اشاعت ہو گئی تھی۔ اور پچاس برس کے عرصہ میں اس کی نقلیں دور دور ملکوں میں پہونچ گئی تھیں۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ جس کتاب کی اتنی نقلیں اس سرعت سے پھیلی ہوں اس میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ جو کتاب ایک بڑے زمانہ تک گوشہ گمنامی میں رہے۔ اور اس کی اشاعت نہ ہو۔ اسمیں لوگوں کو تحریف کا موقعہ ہے۔ مینے بتایا ہے قرآن کریم کی عبارت اور اس کا اسلوب ایسا ہے کہ حفظ ہو سکتا ہے۔ اب میں یہ بتاتا ہوں کہ اس کے ہزارہا میں بے شمار حافظ ہوئے۔ کیونکہ ہو سکنے اور ہونے میں فرق ہے۔ اور رسول کریم کے وقت میں بیسیوں حافظ ہو گئے تھے۔

ایک اور بات جو یہ ہے کہ قرآن کریم کے طفیل عربوں میں علوم پھیلے۔ یعنے وہاں جسقدر علوم نے نشوونما پایا۔ وہ قرآن کریم کے ہی طفیل سے یا بالفاظ دیگر جو ایسا مہتم بالشان علم ہے۔ اس کی بنیاد پڑنے کی یہ وجہ ہے کہ ایک شخص قرآن کریم غلط پڑھ رہا تھا حضرت علی کو خبر لگی۔ آپ کو افسوس ہوا کہ یہ تو خرابی پیدا ہو گی۔ کیونکہ غیر ممالک کے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں اور وہ عربی جانتے نہیں۔ اسلئے وہ مجبوراً غلط پڑھینگے۔ اس غلطی سے بچنے کے لئے آپنے چند قواعد بنائے۔ اور بتایا کہ فلاں موقعہ پر زبر آتی ہے اور فلاں پر زیر۔ اور آخر میں فرمایا کہ الخ ھذا الخ۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طریق پر چلو۔ اس لئے اس علم کا نام ہی نحو پڑھ گیا اور عربی صرف و نحو ایسی منتظم اور اعلےٰ ہے۔ کہ دوسری کسی زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل نہیں۔ اور اسبات کو یورپ بھی تسلیم کرتا ہے۔ یا مثلاً قرآن کریم میں قصص آئے اسکے باعث سے مسلمانوں کو گذشتہ زمانے کی تاریخ لکھنے اور جمع کرنے کا شوق ہوا۔ یا مثلاً مسلمانوں کے اعمال و عقائد کے درست رکھنے کے لئے رسول کریمؐ کی سوانح کی ضرورت تھی۔ اسطرح وہ جمع کی گئی۔ اور قرآن کریم میں بعض جگہوں کا ذکر آتا ہے۔ اس سے جغرافیہ کا علم مسلمانوں نے نکالا۔ الفاظ کے معانی کے لئے لغت مرتب ہوئے۔ اور فصاحت و بلاغت قرآنی دکھانے کے لئے علم معانی و بیان کی بنیاد پڑی اور بحث و مباحثہ کے لئے کلام کی۔ اور اسی طرح قرآن کی خدمت کے لئے یونان کے علوم کے تراجم کئے گئے۔ منطق و فلسفہ کے علوم معلوم ہوئے۔ غرض یہ تمام علوم قرآن کی خدمت یا بالفاظ دیگر اس کی حفاظت کے لئے وضع کئے گئے۔

پھر سب سے بڑا ذریعہ اسکی حفاظت کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کی حفاظت کے لئے مجددین و مامورین کے سلسلہ کو قائم کیا۔ جو ہر زمانہ میں قرآن کے معانی و مطالب بیان کرتے تھے۔ پہلے بزرگ گئے اور اب اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اس شخص کو مبعوث فرمایا۔ جسکے لئے حدیثوں میں آتا ہے۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابنائہ الفارس۔ آپ آئے۔ اور آپنے ثبوت دیا کہ قرآن کی حفاظت خدا نے کی ہے۔ اور اسمیں وہی برکات ہیں جو پہلے دن تھیں۔ ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ یہ مضمون بہت بڑا ہے اور ایسا ہے کہ اسپر ہزاروں صفحے لکھے جا سکتے ہیں۔ مگر اپنے وقت کے نہ موقعہ۔ اس لئے میں بقیہ آیات کا درس دیتا ہوں۔

خاکسار

مہر محمد خان شہاب احمدی ایڈیٹر گولڑوی

اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان۔ ۱۰ جون ۱۹۱۹ء

کلامِ نور

۲ مئی ۱۹۰۹ء کو درس دیتے ہوئے جناب امیر المومنین حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پورے دس سال پیشتر موجودہ شورش کی نسبت پیشگوئی فرمائی۔ جو تین مئی ۱۹۱۹ء کو حرف بحرف پوری ہوئی۔ فرمایا:۔

"مسلمانوں نے نہ تو دین کو سنبھالا نہ دنیا کو۔ دین کا حال تو یہ ہے کہ سرحدی مولوی ہیں اونہوں نے فتویٰ دیدیا کہ انگریزی علاقہ سے کوئی دس بھیڑیں لائے۔ ایک ہمیں دیدے۔ باقی حلال اور دنیا کا یہ کہ بس ساری دنیا میں ننگے ہیں۔ تو مسلمان ترقی کریں تو کیونکر کریں وحدت پیدا کرو تا کامیاب ہو۔ ایک دن آنا ہے کہ کچھ لوگ بے عیب تجویز کئے جاوینگے وہ مسلمان ہونگے وہ خدا کی رحمت میں ہونگے۔"

ان الفاظ میں آپس کی بے اتفاقی کی خبر۔ گورنمنٹ عالیہ سے بغاوت کی اطلاع۔ جماعت احمدیہ قادیان کے بے عیب تجویز کئے جانے کی پیشگوئی اور اسکے مسلمان ہونے اور خدا کی رحمت میں ہونے کا علی الاعلان فتویٰ نہایت روشن اور بین طور سے موجود ہے نہایت غور کا مقام ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان کے لئے گورنمنٹ عالیہ کا وہ اعلان جو تین مئی ۱۹۱۹ء کو شائع ہوا۔ کیسا کھلا کھلا ثبوت ہے اسبات کا کہ یہی حق پر ہے۔ اور خدا کی رحمت یہی ہے اگر مناسب خیال فرماویں تو شائع کرادیں۔ شاید بیگانوں سے کوئی سعید روح ٹھنڈے دل سے غور کر سکے۔

درس قرآن کریم ضمیمہ اخبار بدر نمبر ۲۶ و ۲۷۔ کالم دوسرا

منظور احمد از سلاوالی

ملک سبا

ناظرین تورات کو اس تاریخ پیشین کی اسبے پہلی جہاں ملکہ سبا اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی ملاقات کے تذکرے میں نظر آئی۔ تورات مقدس میں کتاب سلاطین کے مولف نے اس ملاقات کی ملکہ سبا کو ایک مشہور متمدن و پر سلطنت کی ملکہ لکھا ہے۔ گو یہ نہیں کہہ سکتے کہ مولف نے جس کی تالیف صدہا برس بعد کی ہے۔ اس واقعہ کو درحقیقت یقین کے ساتھ بسبع سمجھکر یا محض ایک مشہور عام بات سنکر لکھ دیا۔ مگر جن تحائف کا ذکر کیا گیا ہے کہ ملکہ سبا نے جناب سلیمان کو نذر میں پیش کئے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس ملک کی یہ ملکہ تھی وہ سوائے عرب کے اور عرب میں سوائے یمن کے دوسرا ملک نہ تھا۔ یمن ہی کو قدیم زمانہ میں سبا کہتے تھے۔ اور اس ملک کی حکومت اور اسکے تجارتی تعلقات سمندر پار سامنے کے ساحل حبشہ اور ارض سومالی میں بھی بلکہ مشرقی ساحل افریقہ پر جنوب کی سمت میں دور تک موجود تھے۔ نیز اشوری کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبا آٹھویں صدی قبل مسیح میں ایک بڑی سلطنت تھی اور اسقدر وسیع تھی کہ شمال میں اسکے حدود سلطنت نینوی سے جبکہ تگلاتہ بلیسر اور شروکن ثالث اسکے فرمانروا تھے۔ ملحق تھی۔ ان سلاطین نینوی کے زمانہ میں سبا کی سلطنت کوئی نئی ریاست نہ تھی۔ بلکہ ایک دیرینہ سلطنت مانی جاتی تھی۔ نیز کتابہ پیشین سے ثابت ہے کہ دولت سبا بابل و مصر کی سلطنتوں کی طرح چھوٹی چھوٹی شہری ریاستوں کے اجتماع سے (جسکے حاکم سیاسی اور دینی دونوں طرح کے اختیارات رکھتے تھے) آخر الامر ایک بڑی باعظمت حکومت بنگئی تھی۔ شہری ریاستوں کے حاکم امور دینی و دنیوی دونوں کے اوی و سردار مانے جاتے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کا ابتدائی طرز سیاست ایک مذہبی نظام حکومت تھا۔ اور ارض اشور میں جس طرح اشور کو ایک معبود مان لیا تھا۔ اسی طرح سبا کو بھی ایک معبود مان لیا ہوگا

عرب کی مخصوص اشیائے تجارت

اس [illegible] عرب کے [illegible] عرب کے حق میں [illegible] مشرقی د

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغربی ملکوں کے وسط میں واقع تھا۔ بڑے بڑے نفوذ اور ریگستانوں کی وجہ سے جنہیں سے گذرنا مشکل تھا دشمنوں سے اسکو حفاظت میسر تھی۔ اور جو سمندر اس کے ملحق تھے وہ بھی اس طرح واقع تھے۔ کہ ساحل کی آبادیاں اور اسکے سامنے جو سمندر پڑتا تھا سب دشمن کی زد سے بچے ہوئے تھے۔ عرب کے جنوبی اضلاع کو بڑا نفع یہ حاصل تھا۔ کہ ان میں ایسی چیزوں کی پیداوار بکثرت تھی جس کی اس زمانہ میں بہت ضرورت اور اسوجہ سے بڑی قیمت تھی۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ کہ جنوبی عرب کے سوا یہ چیزیں اور کہیں میسر ہی نہ تھیں۔ یہ وہ نباتی یا جمادی اشیاء تھیں۔ جنکے جلانے یا پیسکر ملنے سے دلپذیر خوشبو پیدا ہوتی تھی۔ جس زمانہ میں کہ ملکوں ملکوں عبادتخانوں میں قربانی کے لئے رات دن جانوروں کو ذبح کرنا دین کے فرائض میں ہو۔ تو اسوقت ایسی دو ہونیوالی بخورات کی ہر وقت مانگ رہنی ظاہر ہے۔ ایک آزاد فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہیکل اعظم (جس کو عیضۃ البنان کہا جاتا تھا) آب و ہوا کے لحاظ سے ایک بڑے قصاب خانہ سے کم نہ ہوگا۔ اور اس کی ہوا انسان کے لئے ہر وقت موجب استعار رہتی ہوگی ایسی حالت میں بخورات ہی کے سہارے سے زائرین اور خدام دونوں ان عبادت کی بدبو اور بساند برداشت کر سکتے ہونگے۔ یہ ہی حال ایشیا کے ہزاروں ہیکلوں اور معابد کا ہوگا۔ بادشاہوں کے محل اور امیروں کے گھران کے دن کی قربانیوں سے حفظان صحت کے لحاظ سے خطرناک رہتے ہونگے۔ اور خون کی بدبو کی وجہ سے ہر وقت دھونیاں روشن رکھنی پڑتی ہونگی غرض ان ہی اسباب سے دنیائے قدیم میں خوشبودار اشیاء کا صرف بہت بڑا ہوا تھا۔ اور سوائے عرب کے اور عرب کے سوائے یمن کے کسی دوسرے ملک کو بنانکہ یہ چیزیں وہاں بھی پیدا ہوتی تھیں۔ آسان نہیں ہے ٭

لذت عفو

۱۸۰۴ء میں جنرل لے چولیس نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس کے قتل کی سازش میں ماخوذ ہوا۔ اور ثبوت جرم پر سزائے موت کا مستوجب قرار دیا گیا۔ جنرل مذکور کی ایک چودہ سالہ اکلوتی بیٹی تھی۔ اپنے باپ کی نسبت یہ حکم سنکر نہایت مغموم اور پریشان خاطر ہوئی۔ اسکی رہائی کی بہت تدابیر سوچیں مگر کسی سے اطمینان نہوا آخری صبح چپکے چپکے پاپیادہ قصر شاہی کی طرف روانہ ہوئی باب عالی پر جاکر رک گئی۔

پہلے تو ذرا مایوس ہوئی۔ مگر تھوڑی دیر غور کرکے آگے بڑھی۔ اور جرأت کرکے دربان کو اپنا قصۂ غم کہہ سنایا۔ جس نے بخوشی محل میں داخل ہونے کی اجازت دیدی اور یہ سیدھی ملکہ جوزفائین شہنشاہ بیگم کے حضور میں پہونچی۔ ملکہ کی صورت دیکھکر حیران رہ گئی لڑکی حضور میرے باپ کو جہاں پناہ کے خلاف سازش کے جرم میں سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔ اور عنقریب وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا کیا جائیگا۔ مہربان ملکہ میں یہ نہیں کہہ سکتی۔ کہ وہ بے گناہ ہے۔ ممکن ہے۔ جرم ہو اور اس صورت میں لازم ہے کہ اسکو سزا دیجائے لیکن وہ اکیلا نہیں مریگا۔ اسکے بغیر یہ غمزدہ لڑکی بھی زندہ نہیں رہیگی۔ مجھے بہت ہی پیار کرتا تھا۔ اور اسے ہر طرح میری خاطر منظور تھی۔ اگر وہ دنیا سے کوچ کر جائیگا تو میرا قیام بھی غیر ممکن ہے۔ رحم دل ملکہ۔ مہربان ملکہ میری حالت پر رحم کرکے اس کی معافی کی شہنشاہ سے سفارش فرمائیں۔ یہ الفاظ لڑکی نے اس مفت نہایت اور دلسوز پیرایہ میں ادا کئے۔ ملکہ کو رحم آگیا۔ اور اسکی آنکھیں اسے بار بار نظر عنایت سے دیکھنے لگیں اگرچہ نپولین نے اسے خاص طور پر منع رکھا تھا کہ چونکہ اسکے نہایت خطرناک سازشیں ہو رہی ہیں وہ کسی ایسے شخص کی معافی کے لئے التجا نکرے۔ اور اگر عرض کرنا ضروری ہو تو وہ تحریری ہونا چاہیئے مگر رحم دل ملکہ نے لڑکی کو صلاح دی کہ جب شہنشاہ وزیروں کے ہمراہ فلاں کمرے سے گذریں تو انکے حضور پیش ہوکر استدعا کرے چنانچہ جب شہنشاہ اس کمرے سے گذرنے لگا تو مصیبت زدہ لڑکی جلدی سے اسکے پاس پہونچی اور قدموں پر گرکر نہایت عجز اور دردناک لہجہ میں التجا کی۔ معاف کرو معاف کرو میرے باپ کو معاف کرو۔ نپولین اس اجنبی لڑکی کو ایوان خاص میں دیکھ کر حیران ہوا۔ اور کسیقدر سخت آواز میں کہا مینے کہہ رکھا ہے کہ مجھے اس قسم کے نظارے دیکھنے منظور نہیں۔ لیکن نامعلوم باوجود میرے حکم کے تمہیں میرے سامنے آنے کی کس نے اجازت دی۔ اس صاحب مجھے چھوڑ دو۔ یہ کہکر اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔ مگر لڑکی اسکے پاؤں سے لپٹ گئی۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے چہرے پر اداسی اور مایوسی چھا گئی۔ الحاح و زاری سے کہا معافی معافی میں اپنے باپ کے لئے معافی مانگتی ہوں۔ نپولین نے کہا کہ تمہارا باپ کون ہے اور تم کون ہو۔ لڑکی نے روکر جواب دیا کہ جناب میں اس لے جولیس ہوں میرے باپ کو قتل کیے جانے کا حکم صادر ہو چکا ہے۔ نپولین نے ذرا توقف کے بعد کہا ہاں مس صاحبہ۔ لیکن یہ دوسرا جرم ہے جسمیں تمہارے باپ نے ہماری جان لینے کی سازش کی۔ افسوس! میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ لڑکی نہایت متانت اور سادگی سے بولی جناب میں جانتی ہوں پہلی دفعہ میرا باپ بے قصور تھا۔ آج میں انصاف کی خواستگار نہیں معافی کی خواستگار ہوں اور اسکے لئے معافی کی التجا کرتی ہوں۔ نپولین اس نظارے سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس کا لفظ اسکے دل میں گھر کر گیا۔ پیار سے لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اور محبت بھری آواز سے کہا اچھا میری لڑکی تمہاری خاطر میں تمہارے باپ کو معاف کرتا ہوں اب اٹھو اور مجھے چھوڑ دو۔ اس مژدہ جان بخش کی انتہا مسرت لڑکی کی کمزور طبیعت سے برداشت نہ ہوسکی۔ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑی ملازم جھٹ اٹھا کر شہنشاہ بیگم کے کمرے میں لے گئے جہاں فوراً ہوش میں لائی گئی۔ اس ناگہانی صدمہ سے بہت کمزور ہو گئی۔ لیکن دل میں تاب نہ تھی کہ یہاں اور ٹھہرے اور یہ خوشخبری اپنے والدین کو پہونچانے میں ایک لمحہ بھی تامل کرے۔ اگرچہ ملکہ کی طرف سے اصرار ہوا مگر اس نے اجازت چاہی اور دعائیں دیتی ہوئی رخصت ہوئی مسٹر لاوے لیٹ نپولین کا ایڈی کانگ اور اس کی عورت یہ خوشخبری پہونچانے کے لئے لڑکی کے ہمراہ ہوئے۔ جنرل لے جولیس جیل کی اندھیری کوٹھڑی میں جان سے بیزار آہ و فغان کر رہا تھا۔ لڑکی اس سے لپٹ گئی اور اپنے باپ کو یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک میں خاص رعایت

چونکہ یہ مہینہ خدا تعالیٰ جل شانہ کے خاص فضل اور برکات کے حصول کا مہینہ ہے۔ اور ہر عمل خیر کا اجر عظیم ملتا ہے اسلئے خاکسار ایڈیٹر فاروق بھی بدستور سابق جیسا کہ ہر سال فاروق بک ایجنسی کی کتابوں کا رعایتی اعلان کیا کرتا ہے اس ماہ مبارک کے لئے مندرجہ ذیل رعایتوں کا اعلان کرتا ہے۔ جو صاحب یکم شوال یوم عید الفطر تک درخواست بھیجیں۔ وہ یہ رعایت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جن دوستوں کو بعد رمضان یہ پرچہ ملے۔ وہ بھی انہیں رعایتوں کے مستحق ہونگے کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ بشرطیکہ وہ نقد روپے سے اپنی درخواست میں یہ لکھدیں۔ کہ ان کی نظر سے بعد رمضان المبارک یہ پرچہ گذرا ہے۔ اور ایسی درخواستوں کے لئے صرف ۳۱ر جولائی ۱۹۱۶ء تک میعاد ہوگی۔

پہلی رعایت جو صاحب رمضان المبارک میں خریداری اخبار فاروق کی درخواست کرکے نقد قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ ان سے سالانہ چندہ فاروق کا بجائے چار روپیہ کے نصف دو روپیہ لیا جائیگا

دوسری رعایت جو صاحب درخواست کے ساتھ نقد قیمت ارسال کریں۔ ان سے احمدی رسالہ کی قیمت بجائے دو روپیہ کے ایک روپیہ نصف قیمت سال رواں کی لیجائیگی ؛

تیسری رعایت جو صاحب نقد قیمت درخواست کے ساتھ ارسال کریں۔ ان سے صرف تبلیغ رسالت جلد اول یعنے مجموعہ اشتہارات حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی نصف قیمت بجائے ایک روپیہ کے ۸ر لیجائیگی۔

چوتھی رعایت مندرجہ کتابوں کی قیمت رعایتی جو کہ ہر ایک کتاب کے نیچے لکھی گئی ہے۔ لیجائیگی

احباب اس سے فائدہ اٹھائیں :۔

علمائے خلف :۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اور موجودہ زمانہ کے علماء کا چٹھا قابل دید ہے۔ ۶ر

آئینہ حق نما } ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ الہامات مرزا کا مکمل اور مفصل جواب لاجواب ۸ر

فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی ۔ **فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی** ۔ ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار

مولوی ثناء اللہ کے اس آخری فیصلہ والے اشتہار کا جواب ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امرتسری مکذب مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ مگر وہ بھاگ گیا۔ یہ تینوں رسالے ہر ایک احمدی کو اپنے پاس رکھنے ضروری ہیں قیمت ہر ۸ر

ختم نبوت کی حقیقت } جو غیر احمدی علماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہو جانے اور نبی نہ آنے کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں اور ختم نبوت کی حقیقت کھول کر بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۶ر

شدھی کی اشدھی } آریوں کی حقیقت معلوم کرانے کے لئے زبردست زبردست کتاب الخامی بالنور روپیہ۔ قیمت ۴ر

پیدائش عالم } دیانندیوں کے عقیدہ کا رد جو کہتے ہیں کہ دنیا کا سلسلہ ازلی ہے پیدا شدہ نہیں۔ قیمت ۲ر

ازالۃ الشکوک } آریوں کے بیس اعتراضوں کا جواب جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ قیمت ۱ر

ویدک توحید کا آئینہ } آریوں کے ویدوں سے بت پرستی کا ثبوت اور توحید کا لعدم

عبرت } مستورات کے مطالعہ کے لئے ایک احمدی خاتون کی تصنیف قابل دید۔ قیمت ۴ر

جو قیمت ہر کتاب کے ساتھ لکھی گئی ہے یہ رعایتی ہے

محصولڈاک بذمہ خریداران۔

منیجر فاروق قادیان دارالامان (گورداسپور)

پہلی بشارت

"بحر حقیقت" نام سے احمدی رسالہ کا حصہ سوم و چہارم خدا کے فضل سے شائع ہو گیا ہے۔ اس میں مونگیری مفتی کی کتاب چشمہ ہدایت کا جواب صبغۃ تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع ہوا ہے فاروق بک ایجنسی قادیان سے بقیمت ۲ر معہ محصول دستیاب ہو گا۔

دوسری بشارت

اخی المعظم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی کا وہ مقبول عام تبلیغی مضمون جو فاروق کے نمبر ۱۵-۱۶ میں زیر عنوان "انسان کیونکر نجات حاصل کر سکتا ہے" نہایت خوبصورت سائز اور عمدہ کاغذ اور خوشخط لیتھائی چھپائی سے مزین ہو کر عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ فی صدی ۲۵ر اور فی کاپی ۴ر ہے ذی مقدرت احباب اس ٹریکٹ کو اعلیٰ طبقہ میں تقسیم کرنے کے لئے دفتر فاروق سے بحساب مندرجہ بالا منگا کر ثواب حاصل کریں سیٹھ صاحب نے دو صد کاپی اسکی خریدی ہے۔ دیگر شائقین بھی جلد خریداری کی درخواستیں ارسال کریں۔

تیسری بشارت

مرقع ثنائی۔ جسمیں مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء حرف بحرف سطر بسطر صفحہ بصفحہ نقل کر کے شائع کیا گیا تھا۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ یہ پرچہ ایسا ہے کہ ہر ایک احمدی کے پاس اس کا ہونا ضروری ہے اور غیر احمدیوں میں امرتسری کے دجل کو ظاہر کرنے کے لئے اس مرقع کا تقسیم کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ دو قسم کے کاغذ پر اسکو طبع کرایا جائے۔ قسم اول جو احمدی احباب اپنے پاس رکھیں اور قسم دوم جو مفت تقسیم کیا جائے۔ قسم اول کی قیمت ۴ر قسم دوم کی ۲ر علاوہ محصولڈاک مقرر کیگئی ہے احباب جلد مطلع فرماویں کہ وہ کسقدر پرچے خرید کر مفت تقسیم کرینگے تاکہ اسی قدر تعداد میں طبع کرائے جاویں۔ ورنہ پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ یہ پرچہ لاکھوں کی تعداد میں احمدیوں کو مفت تقسیم کرنا چاہیئے اور جسجگہ ثناء اللہ جائے یا اس کا اثر ہو وہاں اس پرچہ کو کافی تعداد میں لوگوں میں تقسیم کرنا موجب ثواب اور ہدایت خلق اللہ ہو گا ؛

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپوا کر ایم قاسم علی پروپرائٹر فاروق سے شائع کیا)